Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
July 14, 2025

An Analytical and Critical Study of the Constitution of Medina

(Verification and Substantiation through Authentic Sources of the Qur'an, Hadith, Sira and History)

دستورِ مدینہ کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

(قرآن وحدیث اور سیرت وتاریخ کے مستند مصادر سے توثیق وتصدیق)

Prof. Dr. Hassan Mohi-ud-Din Qadri
Dean Faculty of Law
Minhaj University, Lahore
Email: hasanqadri@mul.edu.pk

Abstract

This article presents a comprehensive analytical and critical study of the Constitution of Medina, recognised as the first written constitution in the human history. Drafted under the leadership of the Prophet Muhammad (blessings and peace be upon him) following his migration to Medina from Mecca, this document established a pluralistic, inclusive civic state grounded in justice, mutual responsibility, religious freedom, integration and social unity. Through Qur'anic injunctions, authentic Prophetic traditions, and early historical sources such as Abu Ubayd b. al-Qasim b. Sallah, Humayd b. Zanjawayh, Ibn Hisham, al-Tabari, and Ibn. Kathir, the article demonstrates that this constitution was not merely a political accord, but a normative Islamic charter integrating diverse religious and tribal communities—such as Meccan Emigrants, Medinan Helpers and non-Muslims—into a unified polity.

The study verifies the constitution's provisions with verses of the Qur'an and hadith, highlighting their direct textual and conceptual harmony. Particular focus is given on intercommunal harmony, minority rights, due process, individual accountability, collective security and the legal autonomy of all faith groups, where all citizens were guaranteed the protection of their beliefs, lives, property, and

social rights. The constitution's enduring relevance is evaluated in light of contemporary global debates on social contracts, minority protection, and interfaith coexistence.

The article proves that the Constitution of Medina remains an exemplary model for interfaith harmony, religious freedom, civic equality, and state partnership. By critically engaging classical and modern scholarship—both Islamic and orientalist—the article affirms the Constitution of Medina as a foundational model of Islamic governance, legal pluralism, and ethical statecraft. The study concludes by asserting the document's timeless applicability in modern multi-faith societies and the urgent need for Muslim polities to revive its core principles of justice, unity, and mutual respect.

Keywords: Constitution of Medina, Governance, Interfaith, Muhajirun, Ansar, Jews.

1۔ تعارف و پس منظر

اسلامی تاریخ میں دستورِ مدینہ (میثاقِ مدینہ) کو پہلی تحریری ریاستی واجتماعی دستاویز ہونے کا شرف حاصل ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں مدینہ منورہ کے مختلف قبائل، مہاجرین وانصار اور غیر مسلم اقلیتوں کے مابین ایک باقاعدہ معاہدۂ امن، حکمرانی اور سماجی نظم کی بنیاد بنی۔ اس معاہدے نے نہ صرف اسلامی ریاست کی آئینی تشکیل کی بلکہ وحدتِ اُمت، بین المذاہب رواداری، عدل ومساوات اور اجتماعی ذمہ داری جیسے بنیادی اصولوں کو ایک عملی شکل دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَـَٔانُ قَوۡمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعۡدِلُواْۚ ٱعۡدِلُواْ هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَىٰ﴾(1).

اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیز گاری سے نزدیک تر ہے۔

(1) المائدۃ، 8/5.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

اسلامی ریاست کی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں، مدینہ منورہ میں ایک منفرد نوعیت کی دستاویز مرتب کی گئی جو آج دستورِ مدینہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ معاہدہ نہ صرف اُس دور کی سیاسی و سماجی ضروریات کا عکس ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر آئینی اصولوں کی ابتدائی جھلک بھی پیش کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی قیادت میں اس معاہدے نے مختلف قبائل، مذاہب اور گروہوں کو ایک وحدت میں پرو دیا اور ریاستِ مدینہ کے نظم وضبط کو آئینی بنیاد فراہم کی۔

اسلامی ریاست کی اوّلین اور بنیادی دستاویز ''دستورِ مدینہ'' تاریخِ انسانیت کا وہ عظیم سنگِ میل ہے جس نے مختلف قبائل، مذاہب اور طبقات کو ایک سیاسی اور سماجی وحدت میں پرو دیا۔ یہ فقط ایک سیاسی معاہدہ نہیں بلکہ مختلف مذہبی، قبائلی اور سماجی گروہوں کے مابین باہمی احترام، مذہبی آزادی، اجتماعی ذمہ داری اور عدل و مساوات پر مبنی ایک جامع عمرانی میثاق تھا۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں ایک نوخیز ریاست کی بنیاد رکھی تو اس نوخیز ریاست کی بنیاد ایمان، اخوت، مشاورت اور انصاف پر رکھ کر انسانیت کو اجتماعیت کا نیا درس دیا۔ یہ معاہدہ اسلامی ریاست کے اُس ماڈل کی ابتدائی تجسیم تھا جس میں دینِ اسلام کے جامع نظامِ حیات کا عملاً نفاذ ممکن ہوا۔ در حقیقت، دستورِ مدینہ ظلم کے مقابل عدل، تفرقہ کے مقابل وحدت، اور جاہلیت کے مقابل ایک باوقار الہامی تمدّن کی پہلی دستاویزی صدا تھی۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دستورِ مدینہ کی تسوید و تحریر مختلف مراحل سے گزری۔ سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ نے قریشی مہاجرین، اہلِ یثرب اور اُن کے ساتھ مواخات و اخوت قائم کرنے اور شانہ بشانہ جہاد کرنے والے انصار و مہاجرین کو مسلکِ وحدت میں پرو دیا۔ اخوّت کی بنیاد پر تمام مجتمع ہونے والے افراد کے مابین ایک تحریر لکھی(2)۔ اس سے مسلمانوں اور اہلِ یثرب کے آپس کے تعلقات منظّم و مستحکم ہوئے۔ ان تعلقات میں ہر قسم کے حقوق و فرائض بھی شامل تھے۔

یہ دستاویز اسلامی تعلیمات کی روح اور اسلام کے بنیادی اصول و ضوابط کے عین مطابق تھی۔ اس نبوی دستاویز پر عمل کرنا اور اس کا احترام کرنا سب پر لازم تھا۔ اس میں سزاؤں، دیت، صلح اور جنگ سے متعلق معاہدات کو واضح طور پر بیان کیا گیا۔ اس دستاویز میں قریش کے بارے میں علی الاعلان سخت مؤقف اختیار کیا گیا۔

(2) حمید اللہ: الوثائق السیاسیۃ، دار الارشاد للطباعۃ والنشر والتوزیع (ص/61-95).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: July 14, 2025

جیسا کہ اس کا 25واں آرٹیکل بیان کرتا ہے:

«وَإِنَّهُ لَا يُجِيرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ وَلَا نَفْسَهَا، وَلَا يَحُوْلُ دُوْنَهُ عَلَى مُؤْمِنٍ»(3).

اور (مدینہ میں رہائش پذیر) کوئی مشرک، قریشِ (مکّہ) کے کسی شخص کو کسی طرح کی مالی یا جانی پناہ نہیں دے گا اور نہ ہی کسی مسلمان کے خلاف اس کی حمایت میں مداخلت کرے گا۔

مدینہ اس وقت کئی قبائل، گروہوں اور مذاہب کا مرکز تھا، جن میں اوس و خزرج، مہاجرین، یہودی قبائل (بنو قریظہ، بنو نضیر، بنو قینقاع)، مشرکین اور دیگر اقلیتیں شامل تھیں۔

دستورِ مدینہ اسلامی تاریخ کا وہ انقلابی اور تاریخی معاہدہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں مختلف قبائل، مذاہب اور طبقات کے مابین باہمی رواداری، عدل، شہری برابری، مذہبی آزادی اور اجتماعی نظم و نسق کے اصولوں پر قائم کیا۔ یہ معاہدہ ایک فلاحی اسلامی ریاست کے اساسی خد و خال کو واضح کرتا ہے، جس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو ان کے عقائد، جان و مال اور معاشرتی حقوق کے تحفّظ کی ضمانت دی گئی۔ اس کی تاریخی حیثیت، قانونی نوعیت اور روحانی بنیادیں اسلامی تعلیمات، خاص طور پر قرآن و سنت کی روشنی میں، ایک نیا تمدنی باب رقم کرتی ہیں۔

2۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد کے سیاسی و معاشرتی حالات اور تشکیلِ معاہدہ

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس شہر میں مختلف قبائل اور مذاہب آباد تھے۔ اوس اور خزرج جیسے انصاری قبائل کے علاوہ یہاں یہود کے تین بڑے قبائل ـــ بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع ـــ موجود تھے(4)۔ ہر قبیلہ اپنی الگ تہذیبی شناخت رکھتا تھا اور ہر ایک اپنی ذاتی ترجیحات و مفادات کا حصول چاہتا تھا۔ ہر گروہ اپنے اپنے رسم و رواج کے تحت معاملات نمٹاتا تھا، بیرونی حملوں کے مقابلے میں کوئی متحدہ دفاعی حکمت عملی موجود نہ تھی۔ ذات، نسل، قبیلے اور مذہب کی بنیاد پر گہرے اختلافات موجود تھے۔ سیاسی کشیدگی، قبائلی تعصّب و منافرت، معاشرتی خلفشار اور بیرونی خطرات تھے۔ اوس اور خزرج جیسے بڑے قبائل کے مابین نہ صرف خونریز جنگیں جاری رہتی تھیں بلکہ مزید تصادم کے بڑھنے کا خطرہ رہتا موجود رہتا تھا۔ ان حالات میں ایک ایسی مشترکہ نظامِ حکومت اور سماجی نظم کی ضرورت تھی جو تمام فریقوں کو قبول ہو۔ اگر کوئی مشترکہ نظم اور اصول قائم نہ ہوتا تو مدینہ

---

(3) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 3 /33.

(4) المقريزي، إمتاع الأسماع، بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1418ھ (69/1). ابن القيم: أحكام أهل الذمة (ص/564).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

منورہ دوبارہ خانہ جنگی کا شکار ہو سکتا تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے اسی خلاء کو پر کیا۔ آپ ﷺ نے اُلوہی حکمت وتدبر اور نبوی فراست سے اس خطے کو ایک منظّم ریاست میں تبدیل کرنے کے لیے ایک جامع معاہدہ مرتب فرمایا جو تاریخ میں ''صحیفۂ مدینہ'' یا ''دستورِ مدینہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دستورِ مدینہ دنیا کا پہلا تحریری آئینی معاہدہ تھا جو شہری ریاست کے اصولوں پر قائم ہوا۔ اس معاہدے میں میں اسلامی معاشرت، عدل، مذہبی آزادی، اقلیتوں کے حقوق، اجتماعی دفاع اور اندرونی امن کے اصول واضح کیے گئے۔ یہ معاہدہ نہ صرف اسلامی تاریخ بلکہ عالمی آئینی ارتقاء میں بھی ایک اہم سنگِ میل ہے۔

3۔ دستورِ مدینہ: تعریف، اہمیت اور تاریخی حیثیت

یہ معاہدہ اسلامی ریاست کا پہلا آئینی دستاویز ہے جو انسانی تاریخ کی اوّلین تحریری دستاویزات میں شمار ہوتا ہے۔ معروف محقّق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس معاہدے کو دنیا کا پہلا تحریری آئینی دستاویز قرار دیا ہے(5)۔ کتب حدیث و سیرت میں دستور کا ذکر ''الصحیفہ'' اور بعض کتبِ سیرت میں ''کتاب النبی ﷺ'' یا ''الکتاب'' کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ: «أَنْ يَعْقِلُوْا مَعَاقِلَهُمْ، وَأَنْ يَفْدُوا عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ، وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ»(6).

بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین ایک وثیقہ تحریر کروایا: وہ اپنے سابقہ (اور آئندہ) خون بہا ادا کیا کریں گے اور تمام گروہ اپنے اپنے قیدیوں کو مسلمانوں کے ہاں معروف طریقے اور انصاف کے (مروّجہ) اُصولوں کے تحت فدیہ دے کر رہا کرائیں گے۔

(5) حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، بیکن بکس، لاہور، 2005ء، (ص/44).
(6) أحمد: المسند (271/1) برقم (2439).

ابن ہشام اس معاہدے کو یوں نقل کرتے ہیں:

وَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَادَعَ فِيهِ يَهُودَ وَعَاهَدَهُمْ، وأقرَّهم عَلَى دِينِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ، وَشَرَطَ لَهُمْ، وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ(7).

اور رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک وثیقہ تحریر کروایا، اور اس میں یہودیوں کے ساتھ صلح کی اور ان سے معاہدہ فرمایا، اور انہیں ان کے دین اور اموال پر قائم رہنے کی ضمانت دی۔ اس معاہدے میں ان کے لیے شرائط مقرر فرمائیں، اور ان پر بھی کچھ شرائط عائد کیں۔

یہ تاریخِ انسانی کا پہلا تحریری عمرانی معاہدہ ہے جس میں شہری وحدت، مذہبی آزادی، عدالتی مساوات، دفاعی معاہدات اور باہمی حقوق و فرائض کی واضح شقیں موجود ہیں۔ اس میں اقلیتوں کے حقوق کو ریاستی سطح پر محفوظ کیا گیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کسی مذہبی جبر پر مبنی نظام کا قائل نہیں بلکہ عدل و مساوات پر مبنی نظام پیش کرتا ہے اور اسی نظام پر کاربند رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

4۔ دستورِ مدینہ کے الفاظ، بنیادی ساخت اور آئینی دفعات

معاہدہ مدینہ کے الفاظ نہایت واضح، اصولی اور جامع ہیں۔ اس معاہدے میں واضح طور پر لکھے الفاظ: "هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ (رَسُولِ اللهِ)(8) (یہ تحریر محمد نبی (رسول اللہ) کی طرف سے ہے) اس معاہدے کو فقط ایک سماجی میثاق نہیں بلکہ ایک باضابطہ آئینی دستاویز کا درجہ دیتے ہیں، جس میں قیادت کی مرکزیت اور ریاستی نظم کی بنیاد واضح کی گئی ہے۔

اس معاہدے کی ابتدا میں اسلامی امت کی تشکیل اور ان کے باہمی تعلقات کی بھی وضاحت ہے۔ معاہدے کے نکات میں مختلف قبائل کے نام، ان کے حقوق و فرائض، آپس کے تعلقات، دفاعی معاہدات اور نزاعی معاملات جیسے تصفیہ کے اصول درج ہیں۔ اس صحیفہ کا سب سے اہم اور بنیادی نکتہ "إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ"(9) کی صورت میں ہے، جو مذہبی، قبائلی اور نسلی فرق کو پسِ پشت ڈال کر تمام طبقات کو ایک متحدہ امت کی حیثیت

(7) ابن هشام: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري أبو محمد، السيرة النبوية، دار النشر: دار الجيل - بيروت – 1411، (31/3).
(8) ابن هشام، السيرة النبوية، 31/3.
(9) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

دیتاہے اور یہی اصول ریاستی وحدت کی بنیاد ہے۔

دستورِ مدینہ کا نصف مضمون قرآن مجید کے ساتھ موافقت رکھتا ہے، اس کے متفرق فقرے کتبِ احادیث صحیحہ کے دامن میں موتیوں اور نگینوں کی طرح پھیلے اور بکھرے ہوئے ہیں۔ مزید برآں اس کا ذکر عظیم امام ابن جریر اور ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیروں میں کیا ہے جو کہ اس بات کی تائید مزید ہے۔ اسی طرح اس کا ذکر مستشرق، عربی لغت کے معلّم اور جزیرہ عرب کے متخصص سارجنٹ (Seargent) اور دیگر مستشرقین نے اپنی تحقیقات میں کیا ہے۔

مؤرخین و محققین نے دستورِ مدینہ کے متن کو مختلف قدیم ذرائع اور مصادر سے جدید طرز پر تحریری شکل دے کر آرٹیکلز کی صورت میں تقسیم کیا ہے۔ مغربی دنیا بشمول جرمنی کے متعدد مستشرقین نے اس سلسلے میں تحقیقی کام کیا ہے۔ جرمن مستشرق جولیس ولہاؤزن (Jullius Wellhausen)[10]، برطانوی مستشرق رابرٹ بیرم سارجینٹ (Robert Bertram Serjeant)[11]، ولیم منٹگمری واٹ (W. Montgomery Watt)[12]، رومانین مستشرق کونستانن ورجیل گورغیو (Constantin Virgil Gheorghiu)[13] اور اسرائیلی مستشرق موشے گل (Moshe Gil)[14] وہ اسکالرز ہیں جنھوں نے اس دستاویز کا تحقیقی مطالعہ کیا اور اسے عصرِ حاضر کے علمی حلقوں میں پیش کیا۔ انہوں نے اس کے اصل متن کو مختلف آرٹیکلز میں تقسیم کیا جو ابو عبید القاسم بن سلام(15)، حمید بن زنجویہ(16)، ابن ہشام(17)،

([10]) Wellhausen, J. “Muhammad’s Constitution of Madina” hn Muhammad and the Jews of Madina by A.J.wensinck, pp. 128–138.

([11]) Sergeant, R.B., The sunnah Jamiah, Pacts with the Yathrib Jews and the Tahrim of yathrib: analysis and translation of the documents comprised in so called Constitution of Madina" BSOAS, Vol:41 (1978) part, 1, pp. 1–42.

([12]) W. Montgomery Watt, Islamic Political Thought, pp. 130–134.

(13) كونستانس جيورجيو: نظرة جديدة في سيرة رسول الله، تعريب: محمد التونجي، د. م: الدار العربية للموسوعات، الطبعة الأولى، 1983م. (ص/50).

([14]) Gil, M. "The Constitution of Madina: A- reconsideration" IOS (4) (Tel Aviv University, 1974), pp. 44–65.

(15) أبو عبيد القاسم بن سلام: كتاب الأموال (309-307/1).

(16) حميد بن زنجويه: كتاب الأموال (ص/205-207).

(17) ابن هشام:السيرة النبوية (272-270/2).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

بیہقی[18]، عبدالرحمٰن السہیلی[19]، ابن سید الناس[20]، ابن تیمیہ[21]، ابن کثیر[22]، ابن قیم الجوزیہ[23]، اور الصالحہ[24] سے مروی ہے۔

ان محققین نے اس متن کو 47 آرٹیکلز میں تقسیم کیا۔ بعد ازاں عصر حاضر کے مفکر و محقق ڈاکٹر حمید اللہ[25] نے اس کے متن کو مزید آرٹیکلز میں تقسیم کیا اور اس طرح اس نبوی آئینی دستاویز کے آرٹیکلز کی کل تعداد 52 ہو گئی۔ ان کے بعد سابقہ محققین و شارحین کی تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی غرض سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی کتاب "میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ" میں اس متن کو مزید آرٹیکلز میں تقسیم کیا۔ اس تکمیلی تقسیم سے آرٹیکلز کی کل تعداد 63 ہو گئی ہے۔

5۔ معاہدے کی قانونی و اجتماعی نوعیت

یہ معاہدہ صرف ایک سیاسی صلح نامہ یا سیاسی معاہدہ نہیں تھا بلکہ ایک آئینی منشور اور دستاویز تھا۔ اس کی دفعات میں عدل[26]، ذمہ داری[27]، اور مظلوم کی مدد[28] جیسے قانونی و اخلاقی اصول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قانون سازی، عدالتی نظم، دفاعی حکمتِ عملی، مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کے پہلوؤں کا احاطہ کرتا تھا۔ اس میں تمام فریقین کی باہمی رضامندی اور مشاورت شامل تھی۔ ہر گروہ کو اس کی مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ اجتماعی دفاع اور ریاستی ذمہ داریوں میں شراکت دی گئی۔ یہ صرف زبان زدہ معاہدہ نہیں بلکہ مکمل تحریری آئینی دستاویز تھی، جو ریاستی خدوخال کے نظم کی بنیاد بنی۔ اس معاہدے کو نافذ کر کے حضور نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف ایک فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی بلکہ اسلامی ریاستی اصولوں کا عملی نمونہ بھی

---

(18) البيهقي: السنن الكبرى (106/8).
(19) السهيلي: الروض الأنف، دار الفكر، الطبعة 2008م (346/2).
(20) ابن سيد الناس: عيون الأثر (227/1).
(21) ابن تيمية: الصارم المسلول، (ص/54-55).
(22) ابن كثير: البداية والنهاية (234/3-237).
(23) ابن قيم الجوزية: أحكام أهل الذمة (ص/543-544).
(24) يوسف الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد.
(25) أ.د. محمد حميد الله: مجموعة الوثائق السياسية (ص/40).
(26) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518.
(27) ابن هشام: السيرة النبوية (33/3).
(28) حميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750.

پیش کیا۔اس میں تمام قبائل کی باقاعدہ شمولیت اور رضامندی(Social Consent)کا تصور پیش کرتی ہے۔

6۔قرآنِ مجید سے دستورِ مدینہ کی اصولی ہم آہنگی

دستورِ مدینہ کی دفعات قرآن مجید کی ہدایات سے مکمل ہم آہنگ ہیں۔ دستورِ مدینہ ان تمام قرآنی اصولوں کا عملی مظہر ہے جن میں عدل، مساوات، رواداری، مشاورت اور معاہدات کی پاسداری جیسے اصولوں کو اجاگر کیا ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ایسی آیات وارد ہوئی ہیں جو دستورِ مدینہ کے تمام آرٹیکلز سے صراحۃً یا ضمناً موافقت رکھتی ہیں۔ بطور نمونہ چند ایک آرٹیکلز کے موافق آیات بینات درج ذیل ہیں:

7۔دستورِ مدینہ کا مفہوم: وحدتِ اُمت اور قرآن

دستورِ مدینہ اسلامی وحدت کی عملی مثال ہے۔ اس دستور کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے تمام گروہوں مہاجر وانصار، یہود و مسلم کو "أمۃ واحدۃ" کے تصور کے تحت اکٹھا کر کے قانونی و اخلاقی بنیاد پر ایک متحدہ قوم بنایا۔ یوں تمام فریق ریاستی نظم و نسق میں شریک ہوئے اور ایک مشترکہ دفاعی و قانونی نظام قائم ہوا۔ یہ وحدت اسلامی ریاست کے تصور کا مرکز ہے، اور اسی تصور کے تحت خلفائے راشدین کے دور میں اسلامی امت کا دائرہ وسیع ہوا۔ قرآنِ حکیم وحدت، عدل، مشاورت اور رواداری جیسے بنیادی اصولوں کو جس صراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے وہی اصول دستورِ مدینہ کی روح میں شامل ہیں۔ آرٹیکل نمبر 3 میں ہے:

إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ(29).

(اس اتحاد کی بدولت) باقی اقوام و قبائل سے الگ یہ سب مل کر ایک قوم تشکیل پا گئے ہیں۔

گویا اس اصول کے تحت مسلمانوں کو ایک امت شمار کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ﴾(30).

بے شک یہ تمہاری ملت ہے (سب) ایک ہی ملت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری (ہی) عبادت کیا کرو۔

(29) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و 466/2، الرقم/750. وابن هشام، السيرة النبوية، 32/3.

(30) الأنبياء، 92/21.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

یہ آرٹیکل قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مرتبہ تکرار کے ساتھ ذکر ہوا ہے حتی کہ اس کی قرآن مجید سے لفظاً و معناً مطابقت پائی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ وَٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنتُمۡ أَعۡدَآءٗ فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِۦٓ إِخۡوَٰنٗا﴾(31).

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو، اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

یہ آیتِ کریمہ دستورِ مدینہ کی دستاویز کے اُن آرٹیکلز سے موافقت رکھتی ہے جو اوس اور خزرج کے مابین صلح نامہ کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ جن کا اجراء حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد کیا تھا۔

امام المفسرین امام طبری علماءِ انصار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: **"اس دشمنی کی بنیاد جو اوس اور خزرج قبائل کے مابین جنگ کا سبب بنی، ایک تو مالک بن عجلان خزرجی کے غلام حر بن سمیر کا قتل تھا۔ اس قتل سے جنگ اور دشمنی کی آگ دونوں قبیلوں میں بھڑکنا شروع ہوئی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے دُشمنی کی اس آگ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر بجھا دیا۔"**

اسی بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِۦٓ إِخۡوَٰنٗا﴾

یعنی اللہ تعالیٰ نے اسلام اور کلمۂ حق کی بدولت تمہارے درمیان الفت پیدا کر دی اور اہلِ ایمان کی نصرت کے لیے تعاون کا جذبہ پیدا کر دیا۔ جو بھی اہل کفر میں سے اگر کوئی تمہاری مخالفت کرے تو سب اس کا مقابلہ کرو، آپس میں سچے بھائی بن جاؤ اور حسد نہ کرو(32)۔

اہلِ تفسیر کے مطابق یہ آیت سلطنت کے لیے امن و سلامتی اور جنگ بندی کے قواعد و ضوابط اور ان کے خدوخال وضع کرنے کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اسی کا مصداق دستورِ مدینہ ہے۔

(31) آل عمران، 103/3.

(32) الطبري: جامع البيان في تفسير القرآن، بيروت، لبنان، دار المعرفه، ه1400(84/7).

اِس دلیل کو مزید تقویت سارجنٹ (33) کے اس جملے سے ملتی ہے جو اس نے کہا کہ :

یہ آیت مدینہ منورہ کے دستور سے موافقت رکھتی ہے۔

8۔اسلام کی سربلندی کے لیے مہاجرین وانصار کا مشترکہ جدوجہد کا معاہدہ

میثاقِ مدینہ کے آرٹیکل نمبر 2 میں ہے:

«بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَ(أَهْلِ) يَثْرِب، وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ».

یہ (اس معاہدہ پر مبنی ہے جو) قریش اور اہل یثرب کے مومنین و مسلمین اور اُن لوگوں کے مابین طے پایا ہے، جو ان کی پیروی کرتے ہوئے ان کے اتحاد میں شامل ہوئے ہیں (یا بعد ازاں شامل ہوں گے) اور ان کے ساتھ مل کر جدوجہد کریں گے۔

اس سے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ صراحت کے ساتھ موجود ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍۚ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمْ يُهَاجِرُواْ مَا لَكُم مِّن وَلَٰيَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُواْۚ وَإِنِ ٱسْتَنصَرُوكُمْ فِي ٱلدِّينِ فَعَلَيْكُمُ ٱلنَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمِۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَٰقٌۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾(34)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (اللہ کے لیے) وطن چھوڑ دیے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی وہی لوگ ایک دوسرے کے حقیقی دوست ہیں، اور جو لوگ ایمان لائے (مگر) انہوں نے (اللہ کے لیے) گھر بار نہ چھوڑے تو تمہیں ان کی دوستی سے کوئی سروکار نہیں یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ دین (کے معاملات) میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر (ان کی) مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں (مدد نہ کرنا) کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح وامن کا) معاہدہ ہو، اور اللہ ان کاموں کو جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

امام طبری نے قولِ باری تعالیٰ ﴿وَإِنِ ٱسْتَنصَرُوكُمْ فِي ٱلدِّينِ فَعَلَيْكُمُ ٱلنَّصْرُ﴾ کی تفسیر میں ابن عباس کی روایت نقل کی ہے، جس میں فرمایا کہ : اے مہاجرین وانصار! اگر اعراب مسلمان اپنے دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد طلب کریں، تو تم پر ان کی مدد کرنا لازم ہوگا، سوائے اس قوم کے خلاف، جن کے

(33)Sergeant, R.B. "The Sunnah Jamiah, Pacts with the Yathrib Jews and the Tahrim of yathrib: analysis and translation of the documents comprised in so called Constitution of Madina" BSOAS, Vol: 41 (1978) part, 1. pp. 1–42.

(34) الأنفال، 72/8.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

ساتھ تمہارا معاہدہ موجود ہو(35)۔ یہی وہ شرط ہے جو معاہدۂ مدینہ میں موجود ہے کہ معاہدہ کرنے والے تمام گروہ مشترکہ دشمن کے خلاف متحد ہوں گے۔

9۔ ریاستی باشندگان کو مکمل مذہبی آزادی

آرٹیکل نمبر 30 میں مکمل مذہبی آزادی کا اصول بیان کیا گیا ہے۔

وَإِنَّ يَهُوْدَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ، مَوَالِيْهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ، فَإِنَّهُ لَا يُوْتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ» (36).

اور بنو عوف کے یہود، مومنین کے ساتھ مل کر ایک امت یعنی قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہود کے لیے ان کا اپنا دین ہے (انہیں اپنے مذہب کی مکمل آزادی حاصل ہے) اور مسلمانوں کے لیے ان کا اپنا دین، خواہ ان کے حلیف ہوں یا وہ بذاتِ خود۔ البتہ جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے گا وہ اپنی ذات یا اہل خانہ کے سوا کسی اور کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرے گا۔

قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ دستورِ مدینہ کے مذکورہ آرٹیکل سے لفظی مطابقت رکھتی ہے:

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ٦﴾(37)

(سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے۔

10۔ جرم کی ذمہ داری: فرد اور خاندان کی سطح پر دستوری اصول اور قرآنی تائید

آرٹیکل نمبر 43 میں فرد اور خاندان کی سطح پر جرم کی ذمہ داری کا دستوری اصول بیان ہوا ہے:

وَإِنَّهُ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهِ فَتَكَ وَأَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ، وَإِنَّ اللهَ عَلَى أَبَرِّ هَذَا»(38).

اور ان میں سے جو فرد (یا جماعت) ظلم و تعدّی کا ارتکاب کرے تو اس نے اپنی جان کو اور اپنے اہل و عیال کو ہی ہلاکت میں ڈالا،

(35) الطبري: التفسير (295/11).
(36)ابن كثير: البداية والنهاية (225/3).
(37) الكافرون، 6/109.
(38) ابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

سوائے اس کے کہ اس پر ظلم ہوا ہو (تو وہ حسبِ دستور کاروائی کر سکتا ہے)۔اور اللہ تعالیٰ اس (دستور) کی پاس داری کا ضامن ہے۔

یہ آرٹیکل دستورِ مدینہ کے ان بنیادی اُصولوں میں سے ہے، جن میں قانونی واخلاقی ذمہ داری کو فرد اور اس کے اہل خانہ کے دائرے میں رکھا گیا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی شخص اگر زیادتی یا فتنہ انگیزی کرے گا، تو اس کا خمیازہ وہ خود اور اُس کے قریبی اہلِ خانہ بھگتیں گے،البتہ اگر کسی پر زیادتی ہوئی ہو، تو اس کے لیے دفاع کا قانونی واخلاقی حق محفوظ ہوگا۔یہ اصول اجتماعی نظمِ اسلامی میں قانونِ عدل کی بنیاد بناتا ہے۔فرد کو اس کی انفرادی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے،تاکہ وہ کسی قبائلی یا گروہی پشت پناہی کی آڑ میں فساد نہ پھیلا سکے۔دستورِ مدینہ کے مذکورہ آرٹیکل میں دیے گئے اَحکامات کی توثیق قرآن مجید کی درج ذیل آیت مبارکہ سے ہوتی ہے:

﴿مَّنۡ عَمِلَ صَٰلِحٗا فَلِنَفۡسِهِۦۖ وَمَنۡ أَسَآءَ فَعَلَيۡهَاۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّٰمٖ لِّلۡعَبِيدِ٤٦﴾ [فصلت، 46/41].

جس نے نیک عمل کیا تو اُس نے اپنی ہی ذات کے (نفع کے) لیے (کیا) اور جِس نے گناہ کیا سو (اُس کا وبال بھی) اسی کی جان پر ہے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

یہ آیت صراحت سے واضح کرتی ہے کہ نیکی اور بدی دونوں کی ذمہ داری فرد پر عائد ہوتی ہے۔دستورِ مدینہ کا یہ آرٹیکل اسی قرآنی اصول کی عکاسی کرتا ہے، اور اجتماعی زندگی میں عدل،انصافی نظم،اور فتنہ وفساد سے بچاؤ کی ایک واضح صورت گری کرتا ہے۔اسی طرح آرٹیکل نمبر 59 میں ہے:

وَإِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْإِثْمِ، فَلَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ»[39].

اور (اس دستوری) معاہدے سے وفاشعاری اس کی خلاف ورزی اور بغاوت سے محفوظ رکھتی ہے۔اور اس دستور کی خلاف ورزی کرنے والا اپنے آپ سے ہی زیادتی کرے گا (یعنی وہی اس غداری کا قصوروار ٹھہرایا جائے گا)۔

اِس نہایت اہم اور انصاف وراستی پر مبنی آرٹیکل میں دیے گئے اَحکامات کی توثیق قرآن مجید کی درج ذیل آیات مبارکہ سے ہوتی ہے:

﴿وَمَن يَكۡسِبۡ إِثۡمٗا فَإِنَّمَا يَكۡسِبُهُۥ عَلَىٰ نَفۡسِهِۦۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمٗا١١١﴾ [النساء، 111/4].

اور جو شخص کوئی گناہ کرے تو بس وہ اپنی ہی جان پر (اس کا وبال عائد) کر رہا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

[39] أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/264، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 470/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 35/3.

قرآن مجید میں دستورِ مدینہ کے آرٹیکلز کی کئی مقامات پر اصولی اور بعض جگہوں پر لفظی ہم آہنگی کی واضح تفصیل کے ساتھ مطابقت بیان کی گئی ہے۔ مفسرین کرام نے اپنی مستند تفاسیر میں ان آیات کو دستورِ مدینہ کی روح کے عین مطابق قرار دیا ہے۔

11۔ فتنہ وفساد کی بیخ کنی: ریاستی ترجیح اور اصولِ شریعت کی ہم آہنگی

آرٹیکل نمبر 16 میں ہے:

«وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ أَوِ ابْتَغَى دَسِيْعَةَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيْعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ»(40)

اور یہ کہ تمام تقویٰ شعار مومنین ہر اس شخص کے خلاف متحد ہوں گے جو سرکشی اختیار کرے، قانون شکنی کرے؛ ظلم، گناہ، تعدّی یا بدعنوانی کا ارتکاب کرے یا پُرامن اہلِ ایمان کو فتنہ وفساد میں مبتلا کرے۔ ایسے شخص کی مخالفت میں ایمان والوں کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

یہ آرٹیکل دستورِ مدینہ کے ان اصولی نکات میں سے ہے جس میں ریاست کی اوّلین ترجیح "فتنہ اور فساد کی بیخ کنی" کو قرار دیا گیا ہے۔ یہاں یہ اَمر قابلِ توجہ ہے کہ جو شخص ظلم، بغاوت یا فتنہ کے جذبے سے ریاستی نظم کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو —— وہ اپنی ذات اور اپنے اہلِ خانہ کے خلاف ظلم کا مرتکب ہے۔ یہ اجتماعی فساد کے شخصی اثرات کی ایک گہری تعبیر ہے، جو ہمیں قرآن سے بھی ملتی ہے۔ ایسے موقع پر جو مؤمن (یعنی مسلمان شہری) امن و نظم کے تحفظ کے لیے قیام کرے گا، اُسے اللہ کی تائید حاصل ہو گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کے امن وانصاف کے نظام کی حمایت بذاتِ خود ایک ایمانی فریضہ ہے۔

دستورِ مدینہ کے اس آرٹیکل کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے جس میں ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُواْ فَأَصْلِحُواْ بَيْنَهُمَاۖ فَإِنْۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ فَقَٰتِلُواْ ٱلَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيٓءَ إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِۚ فَإِن فَآءَتْ فَأَصْلِحُواْ بَيْنَهُمَا بِٱلْعَدْلِ وَأَقْسِطُوٓاْۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ٩ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

(40) أبو عبيد القاسم بن سلام: كتاب الأموال (307/1).

﴿فَأَصْلِحُواْ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾(41)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ (قیامِ امن کے) حکمِ الٰہی کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ رجوع کر لے تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔ بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن مجید کی یہ آیت دستورِ مدینہ کے مذکورہ آرٹیکل سے جزوی مطابقت رکھتی ہے۔ امام طبری بیان کرتے ہیں:

ابن زید نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُواْ ...﴾ کے متعلق کہا: ''یہ اللہ کے امر یعنی حکم میں سے ہے، اُس نے لوگوں کے مابین ایک جماعت کی صورت میں باہمی مدد و نصرت کا حکم دیا ہے۔ مزید حکم دیا کہ وہ ان دونوں گروہوں کے مابین صلح کرائیں، اگر ان میں سے کوئی ایک گروہ بغاوت کرے اور صلح نہ کرے تو اس کے ساتھ قتال کیا جائے یہاں تک کہ وہ باغی گروہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، جب وہ رجوع کر لے تو ان کے مابین صلح کرا دو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے مابین صلح کراؤ۔ جبکہ ابن زید کہتے ہیں: ''باغی گروہوں سے امام کے علاوہ کوئی قتال نہ کرے''۔

یہ بھی مذکور ہے کہ یہ آیات اوس اور خزرج سے متعلق نازل ہوئی ہیں جو کہ آپس میں بعض تنازعات کی بنا پر لڑے تھے(42)۔

اسی طرح آرٹیکلز 15، 17، 19 اور 20 بھی ریاستی سطح پر فتنہ و فساد کی بیخ کنی کے حوالے سے اہم ہیں۔ آرٹیکل نمبر 20 میں ہے:

«وَإِنَّهُ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُوْدَ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأُسْوَةَ غَيْرَ مَظْلُوْمِيْنَ وَلَا مُتَنَاصَرِيْنَ عَلَيْهِمْ»(43).

اور یہود میں سے جو بھی ہمارے معاہدے پر عمل درآمد کرے گا اس کی مدد کی جائے گی اور اس کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے گا۔ ان (یہود) پر ظلم اور ناانصافی ممکن نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے خلاف کسی (دشمن) کی مدد کی جائے گی۔ (اس دستور کے تحت ہر وفادار

---

(41) الحجرات، 49/9-10.

(42) الطبري: التفسير (293/22).

(43) أبو عبيد القاسم بن سلام: كتاب الأموال (308/1).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

شہری کو معاشی، معاشرتی اور قانونی مساوات کا حق حاصل ہے۔)

مذکورہ تمام آرٹیکلز (دستوری دفعات) سورۃ الانفال کی آیات (73-75) سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍۚ إِلَّا تَفۡعَلُوهُ تَكُن فِتۡنَةٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَفَسَادٞ كَبِيرٞ﴾[44]

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں، (اے مسلمانو!) اگر تم (ایک دوسرے کے ساتھ) ایسا (تعاون اور مدد و نصرت) نہیں کرو گے تو زمین میں (غلبۂ کفر و باطل کا) فتنہ اور بڑا فساد بپا ہو جائے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام طبری لکھتے ہیں: ''اس سے مراد یہ ہے کہ: اے مومنو! اگر تم دین میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا''۔

امام طبری ابن اسحاق کے طریق سے ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ:

جَعَلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ أَهْلَ وِلَايَةٍ فِي الدِّيْنِ دُوْنَ مَنْ سِوَاهُمْ، وَجَعَلَ الْكُفَّارَ بَعْضَهُمْ أَوْلِيَاءَ بَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِلَّا تَفۡعَلُوهُ تَكُن فِتۡنَةٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَفَسَادٞ كَبِيرٞ﴾ إِلَّا يُوَالِ الْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِنَ مِنْ دُوْنِ الْكَافِرِ، وَإِنْ كَانَ ذَا رَحِمٍ بِهِ ﴿تَكُن فِتۡنَةٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَفَسَادٞ كَبِيرٞ﴾ أَيْ: شُبْهَةٌ فِي الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَظُهُورُ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، بِتَوَلِّيْ الْمُؤْمِنِ الْكَافِرَ دُوْنَ الْمُؤْمِنِ[45].

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں گویا مہاجرین اور انصار کو دوسرے لوگوں کے علاوہ دین میں ایک دوسرے کی مدد کرنے والا بنایا ہے، اور کفار کو بعض کفار کا ولی بنایا ہے، پھر فرمایا کہ اے مومنو! اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد پھیل جائے گا۔ کفار کے علاوہ ایک مومن دوسرے مومن کا ولی اور مددگار ہے۔ چاہے کافر رشتہ دار بھی ہو تب بھی اس کا ولی (مومن نہیں ہونا چاہیے ورنہ) تو زمین میں فتنہ اور فساد پھیل جائے گا۔ یعنی حق اور باطل میں شبہ پیدا ہو جائے گا، اور مومن کا مومن کے علاوہ کافر کی مدد کرنے سے زمین میں فساد ہو جائے گا۔

الغرض دستورِ مدینہ ان تمام قرآنی اصولوں کا عملی نمونہ تھا جن میں وحدت، عدل، مشاورت، رواداری، مہاجر و انصار کے درمیان بھائی چارہ اور غیر مسلموں سے تعلقات میں: مذہبی آزادی، جان و مال کا تحفظ اور جنگ میں مشترکہ دفاع شامل تھا۔

(44) الأنفال، 8/73.

(45) الطبري: التفسير (86/14).

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
July 14, 2025

12۔حدیث وسنت سے دستورِ مدینہ کی تائید و ہم آہنگی

دستورِ مدینہ سنتِ نبوی کا عملی و آئینی اظہار ہے۔آپ ﷺ نے مختلف مذاہب و قبائل کے ساتھ جو معاہدے کیے وہ سراسر عدل، مساوات اور پرامن بقائے باہمی پر مبنی تھے۔آپ ﷺ نے دشمن قبائل کے ساتھ بھی امن کی راہ نکالی اور ہر فریق کو اس کے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دی۔ دستورِ مدینہ صرف ایک قانونی معاہدہ نہیں بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ کا تسلسل تھا—ایک ایسا عملی مظہر جو امت کی اجتماعی زندگی، معاشرتی نظام اور ریاستی تعمیر کا مکمل ماڈل جبکہ اقلیتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ریاستی حکمتِ عملی کا مظہر ہے۔صحاح ستہ اور دیگر کتبِ حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے دستورِ مدینہ کی صحت اور اس کی سنت سے مطابقت ثابت ہوتی ہے۔ذیل میں اس کی چند مثالیں درج کی جارہی ہیں:

13۔دستورِ مدینہ اور وحدتِ اُمت

آرٹیکل نمبر 3 میں ہے:

إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ»(46).

(اس اتحاد کی بدولت) یہ سب باقی اقوام و قبائل سے الگ مل کر ایک قوم تشکیل پا گئے ہیں۔

امام بیہقی "السنن الکبری" میں روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن الاخنس بن شریق کہتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے ایک وثیقہ تحریر کروایا جس میں لکھا تھا):

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ، أَنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ دُونَ النَّاسِ(47).

یہ (دستوری) دستاویز (اللہ کے) نبی (اور رسول) حضرت محمد ﷺ کی طرف سے جاری کردہ ہے۔یہ (اس معاہدہ پر مبنی ہے جو) قریش اور اہل یثرب کے مومنین و مسلمین اور اُن لوگوں کے مابین طے پایا ہے، جو اِن کی پیروی کرتے ہوئے ان کے اتحاد میں شامل

---

(46) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و 466/2، الرقم/750. وابن هشام، السيرة النبوية، 32/3، والسهيلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 129/2، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1405/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 224/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.

(47) البيهقي: السنن الكبرى (106/8) برقم (16147).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

ہوئے ہیں (یابعدازاں شامل ہوں گے) اور ان کے ساتھ مل کر جدوجہد کریں گے۔ (اس اتحاد کی بدولت) یہ سب مل کر باقی اقوام و قبائل سے الگ ایک قوم تشکیل پا گئے ہیں۔

یہ حدیث واضح طور پر مذکورہ آرٹیکل کی توثیق کرتی ہے۔

14۔کافروں کے مقابلے میں مؤمن کی جان کے تحفظ کی ضمانت

آرٹیکل نمبر 17 میں ہے:

«وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِي كَافِرٍ، وَلَا يَنْصُرُ كَافِرًا عَلَى مُؤْمِنٍ»(48).

کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو (نظامِ عدل اپنائے بغیر) کسی کافر کے بدلے خود قتل نہیں کرے گا اور نہ کسی مومن کے خلاف کسی کافر کی (قانونی ضابطے سے متضاد) مدد کرے گا۔

اس روایت کی تائید میں کتب احادیث میں کئی اور روایات وارد ہوئی ہیں۔ امام بخاری کی ''الصحیح'' میں امام شعبی، ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سوال کیا: کیا آپ کے پاس کوئی صحیفہ تحریری شکل میں موجود ہے؟... آپ نے فرمایا: ہاں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اُس صحیفہ میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اُس میں دیت اور قیدیوں کو آزاد کرنے کے متعلق احکامات تھے، اور یہ کہ:

وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ(49).

کسی مسلمان کو کافر کے بدلے (قانونی ضابطے کے برخلاف) قتل نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن ماجہ ''السنن'' میں یہی روایت اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں(50)۔ اسی طرح امام الدارقطنی نے اپنی ''السنن''(51) میں، امام احمد بن

---

(48) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3.

(49) البخاري: الصحيح (53/1) برقم (111)، و(2882، 6507، 6517).

(50) ابن ماجه: السنن (887/2) برقم (2658).

(51) الدارقطني: السنن (98/3) برقم (61).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

حنبل نے بھی اپنی ''مسند''(52) میں، امام بزار نے اپنی ''مسند''(53) میں اور امام طبرانی نے ''المعجم الاوسط''(54) میں روایت نقل کی ہے۔

15۔سب مسلمانوں کی پناہ برابری کی حامل ہے

آرٹیکل نمبر 18 میں ہے:

«وَإِنَّ ذِمَّةَ اللهِ وَاحِدَةٌ، يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ»(55).

اور (اس دستور کے ذریعے) اللہ کی پناہ اور امان سب کے لیے یکساں اور ایک ہی حیثیت رکھتی ہے۔ کمزور ترین مسلمان بھی کسی اجنبی کو پناہ دے سکتا ہے اور اس کی پاس داری تمام مسلمانوں پر برابری کے ساتھ واجب ہو گی۔

اس کی تائید و توثیق کئی کتب احادیث میں مروی روایات سے ہوتی ہے۔ امام بخاری ''الصحیح'' میں اُعمش سے وہ ابراہیم التیمی سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے مجھے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: ہمیں حضرت علی نے اینٹ کے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اُسی منبر پر (آپ کی) تلوار تھی جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا، آپ نے فرمایا:... اس (صحیفہ) میں یہ بھی ہے:

«ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ... »(56).

کسی ایک مسلمان کا ذمہ گویا سب کا ذمہ لینا ہے جس کو نبھانے کے لیے اُن میں سے مسلمانوں کا عام شخص بھی کوشش کرے گا، جس نے کسی مسلمان کو ذلیل و رسوا کیا اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

مزید تائید مسند احمد بن حنبل (57)، سنن ابو داود (58)، سنن ترمذی (59)، صحیح ابن حبان (60) اور مصنف عبد الرزاق (61) سے مروی احادیث

---

(52) أحمد: المسند (180/2) برقم (6651) و(6653).

(53) البزار: المسند (315/1) برقم (486).

(54) الطبراني، المعجم الأوسط، 266/5، الرقم/5277.

(55) ابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3.

(56) البخاري: الصحيح (2662/6) برقم (6870).

(57) أحمد: المسند (398/2) برقم (9162).

(58) أبو داود: السنن (166/2) برقم (2036).

(59) الترمذي: السنن (438/4) برقم (2127).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

سے بھی ہوتی ہے۔

16۔مذہبی اقلیتوں کے شہری ودینی حقوق کی دستوری ضمانت

آرٹیکل نمبر30ہے:

«وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ، مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ، فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ»(62).

اور بنو عوف کے یہود، مومنین کے ساتھ مل کر ایک امت یعنی قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔یہود کے لیے ان کا اپنا دین ہے (یعنی انہیں اپنے مذہب کی مکمل آزادی حاصل ہے)اور مسلمانوں کے لیے ان کا اپنا دین، خواہ ان کے حلیف ہوں یا وہ بذاتِ خود۔ البتہ جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے گا وہ اپنی ذات یا اہل خانہ کے سوا کسی اور کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرے گا۔

امام ابوداود کی "السنن" میں مروی روایت سے اس شق کی تائید ہوتی ہے جس میں حضرت صفوان بن سلیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کئی اصحاب کے بیٹوں نے اپنے دینی والدوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»(63).

آگاہ ہو جاؤ! جس نے کسی معاہد(ذمی) پر ظلم کیا، یا اس کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کی یا اس پر کسی ایسے کام کا بوجھ ڈالا جو اس کی طاقت سے باہر ہو، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز اس سے لی، تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا(یعنی میں اُس کی طرف سے وکیلِ استغاثہ ہوں گا۔)

اس طرح کے تمام فرامین دستورِ مدینہ میں غیر مسلم اقلیتوں کو دی گئی ضمانتوں کی تائید کرتے ہیں۔اس سے اندازہ کیجئے کہ محسنِ انسانیت حضور نبی اکرم ﷺ اقلیتوں کے حقوق کے کس درجہ محافظ اور پاسبان تھے۔

---

(60) ابن حبان: الصحيح (30/9) برقم (3716).

(61) عبد الرزاق: المصنف (263/9) برقم (17153)، و(221/5) برقم (9432).

(62) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34556/3.

(63) أبو داود: السنن (136/3) برقم (3054).

17۔آئینی معاہدات میں فتنہ وفساد کے انسداد کی شقیں

دستورِ مدینہ کا آرٹیکل نمبر 27 فتنہ وفساد کے انسداد سے متعلق ہے:

«وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقَرَّ بِمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَآمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيْهِ، وَأَنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ آوَاهُ، فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ»(64).

کسی ایمان والے کے لیے جو اس صحیفہ کے مندرجات کی تعمیل کا اقرار کر چکا ہے اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے، یہ ہرگز جائز نہ ہوگا کہ وہ کسی قاتل یا مجرم کی مدد کرے یا اُسے پناہ دے۔ اور جو کسی ایسے شخص کی مدد کرے گا یا اسے پناہ دے گا تو روزِ قیامت اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا۔ نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور نہ کوئی جزا ملے گی۔

مذکورہ روایت کی تائید میں کئی اور احادیث مروی ہیں۔ امام بخاری "الصحیح" میں سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے قرآن کے کچھ نہیں لکھا یا جو کچھ (میرے پاس لکھے ہوئے) اِس صحیفہ میں ہے۔ (اس صحیفہ میں لکھا ہے کہ) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمَدِينَةُ حَرَمٌ، مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا، أَوْ آوَى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَقَالَ: ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ، وَلَا عَدْلٌ...»(65).

مدینہ منورہ عائر سے فلاں جگہ تک حرم ہے۔ جو کوئی بھی اس میں بدعت نکالے یا بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول کی جائے گی اور نہ نفل عبادت۔ تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے۔ لہذا جس شخص نے بھی کسی مسلمان سے بدعہدی کی، اس پر بھی اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول کی جائے گی اور نہ نفل عبادت۔

(64) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262-263، الرقم/518، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 131/2.

(65) البخاري: الصحيح (661/2)، و(1157/3)، و(2482/6)، و(2662/6).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

امام مسلم نے ''الصحیح''(66) میں امام احمد بن حنبل نے ''المسند''(67) میں، امام ترمذی نے ''السنن'' میں، امام ابو داود نے ''السنن''(68) میں،امام ابن حبان نے ''الصحیح''(69)اور امام عبدالرزاق نے ''المصنف''(70)میں اس مفہوم کی احادیث بیان کی ہیں۔

18۔سیَر و تاریخ کے مستند منابع کی روشنی میں تجزیہ

ابن ہشام، ابن اسحاق، الطبری، السہیلی اور ابن القیم نے اپنی کتب میں دستورِ مدینہ کی مفصل وضاحت پیش کی ہے۔ان کے بیانات اس معاہدے کی تاریخی حیثیت کو مستند بناتے ہیں۔

19۔ابن ہشام،ابن اسحاق،الطبری،السہیلی،الجوزی وغیرہ سے توثیق

ابن ہشام نے سیرت النبویہ میں دستورِ مدینہ کو تفصیل سے نقل کیا ہے(71)۔ابو عبید القاسم بن سلام نے اسی صحیفہ کی مکمل نص کو اپنی اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے(72)۔ابن زنجویہ نے مدینہ منورہ کے معاہدہ کی کامل نص اپنی کتاب ''الاموال'' میں نقل کی ہے(73)۔امام سہیلی نے معاہدہ(مدینہ منورہ) کی کامل نص ابن اسحاق کے طریق سے نقل کی ہے(74)۔انہوں نے سیرت کی روشنی میں اس کے اثرات پر تبصرہ کیا ہے۔حافظ ابن کثیر نے میثاقِ مدینہ سے متعلق اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں مکمل نص کو درج کرکے اسے مختلف آرٹیکلز میں تقسیم کیا ہے(75)۔علامہ محمد بن

---

(66) مسلم: الصحيح (114/4) و(3389)، و(115/4)، و(116/4).
(67) أحمد بن حنبل: المسند (81/1، 151، 126) برقم (615)، و(398/2) برقم (450).
(68) أبو داود: السنن (166/2) برقم (2036).
(69) ابن حبان: الصحيح (32/9) برقم (3717).
(70) عبدالرزاق: المصنف (206/10) برقم (18846).
(71)ابن هشام، السيرة النبوية، 31/3.
(72) أبو عبيد القاسم بن سلام: كتاب الأموال (260/1).
(73) حميد بن زنجويه: كتاب الأموال (ص/260).
(74) السهيلي: الروض الأنف (346/2-347).
(75)ابن كثير: البداية والنهاية (234/3-237).

یوسف الصالحہ الشامی نے اپنی کتاب میں معاہدہ کی مکمل نص کو نقل کیا ہے (76)۔ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد میں ذکر کر کے اس کو حضور نبی اکرم ﷺ کی سیاسی بصیرت کا مظہر قرار دیا ہے (77)۔

سیرت نگار ائمہ کرام نے اس کی دستاویزی حیثیت کو ان الفاظ کے ساتھ ثابت کیا ہے:

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ (رَسُوْلِ اللهِ)(78).

یہ (دستوری) دستاویز (اللہ کے) نبی (اور رسول) حضرت محمد ﷺ کی طرف سے جاری کردہ ہے۔

مؤرخین نے دستورِ مدینہ کو اسلامی سیاست کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اُن کے مطابق دستورِ مدینہ محض وقتی تدبیر نہیں بلکہ ایک مستقل آئینی تصور تھا۔ یہ معاہدہ معاشرتی استحکام، قانونی مساوات اور دفاعی اتحاد کا ضامن تھا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ائمہ حدیث وفقہ نے اس دستور کی دستاویزی حیثیت کو اپنی کتابوں میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ ثابت کیا ہے:

«كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ....»(79).

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان ایک وثیقہ تحریر کروایا۔

کتب تاریخ میں بھی مؤرخین نے صحیفہ کے اندر وارد ہونے والے بعض جملوں کی طرف اشارہ کیا ہے، جیسا کہ علامہ طبری (80) کا "دیات" کے لکھنے کی طرف اشارہ کرنا۔

علامہ ابن سعد (81) کا مؤمنین کے درمیان "دیتوں" کے لکھنے کی طرف اشارہ کرنا، اور یہ کہ اسلام میں قرض دار کو بے یار و مددگار نہیں

(76) الصالحي: سبل الهدى والرشاد (382/3).

(77) ابن القيم: زاد المعاد في هدي خير العباد (71/2).

(78) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و 466/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 31/3، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.

(79) أحمد: المسند (271/1) برقم (2439)، وابن أبي شيبة: المصنف (419/5)، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 129/2، ابن قدامة، المغني، 228/9، ابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1405/3..

(80) الطبري: تاريخ الأمم والملوك (486/2).

(81) ابن سعد: الطبقات الكبرى، بيروت، لبنان، دار الصادر (172/2/1) (من ط ليدن 1917-1928).

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

چھوڑا جائے گا اور کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے (قانونی ضابطے سے متضاد) قتل نہیں کیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق الصنعانی(82) نے اپنی اسناد امام زہری تک متصل کرتے ہوئے کہا ہے: آپ ﷺ کا ''العقل'' کی طرف اشارہ کرنا دیت پر دلالت کرتا ہے، اور یہ روایت اُن تک رسول اللہ ﷺ سے پہنچی جیسا کہ قریش اور انصار کے مابین لکھے ہوئے وثیقہ میں موجود ہے، جس میں یہ فقرہ موجود ہے: ''کسی قرض دار کو بے یار و مددگار نہ چھوڑو تاکہ تم اُس کو قید سے چھڑانے یا دیت ادا کرنے میں مدد کر سکو۔''

علامہ مقریزی(83) نے کہا ہے: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک وثیقہ لکھا جس میں یہود سے معاہدہ کیا اور اس میں مدینہ منورہ کے رہنے والے یہودی تھے جو کہ: قینقاع، النضیر اور قریظہ کی مختلف شاخوں پر مشتمل تھے۔

علامہ ابن حزم(84) نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا۔

علامہ دیار بکری(85) نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا، اور اُن کے ساتھ عہد کیا اور اُنہیں اُن کے دین اور اموال پر رہنے کا کہا اور اسی پر شرط عائد کی اور اُن کے ساتھ شروط کو پختہ کیا اور اس پر بھی شرط لگائی کہ وہ اُن کی خلاف ورزی ہر گز نہیں کریں گے اگرچہ اُن کا دشمن ہی اُن پر حملہ نہ کر دے اور اُس کے مقابلے میں وہ مسلمانوں کی مدد کریں گے۔

20۔ دستورِ مدینہ کی عصری معنویت

دستورِ مدینہ کی روح دراصل رحمت للعالمین ﷺ کی شخصیت میں پوشیدہ تھی۔ اس معاہدے نے قانونی ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ مذہبی، نسلی اور قبائلی تفریق کو مٹا کر شہری وحدت قائم کی۔ ایک ایسے شراکتی معاشرے کی بنیاد رکھی جہاں تمام طبقات کو برابری کا حق حاصل تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ معاہدہ کرتے ہوئے محض ایک حکمران کے طور پر نہیں، بلکہ مربی، مصلح اور خیر خواہ کے طور پر تمام فریقوں کے لیے امن، عدل اور تحفظ کا

(82) عبد الرزاق: المصنف (9/273-274).

(83) ابن حجر العسقلاني، إمتاع الأسماع، بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ه1418(1/49).

(84) ابن حزم: جوامع السيرة النبوية (ص/95)، بدون إسناد.

(85) الدياربكري: حسين بن مُحَمَّد بن الحسن (م 966ه/1559م). تاريخ الخميس في احوال انفس نفيس، (1/353). بيروت، لبنان: مؤسسة الشعبان للنشر والتوزيع.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

راستہ کھولا۔ آپ ﷺ نے اقتدار کے بجائے عدل کو ترجیح دی۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کو بھی حقوق دیے۔ کسی پر دین کے معاملے میں جبر نہیں کیا۔اس معاہدہ کی کئی شقوں میں یہ الفاظ ہیں:

إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ، فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ»([86]).

البتہ جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے گا تو وہ اپنی ذات یا اہلِ خانہ کے سوا کسی اور کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرے گا۔

یعنی جس نے ظلم کیا وہ صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ یہ وہی اصول ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کے مجموعی طرزِ حکمرانی میں نمایاں نظر آتا ہے۔ دستورِ مدینہ آج بھی بین المذاہب ہم آہنگی، مذہبی آزادی، شہری مساوات اور ریاستی شراکت داری کا مثالی نمونہ ہے۔ یہ ماڈل کثیر الثقافتی معاشروں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ دستور آج کی دنیا میں بین الاقوامی تعلقات، اقلیتوں کے حقوق اور ریاستی نظم و نسق کے باب میں ایک مثالی ماڈل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ عصرِ حاضر میں جہاں مذہب اور ریاست کے درمیان تصادم کی فضا ہے، اقلیتیں جبر و تشدّد کا شکار ہیں، قوم پرستی کے نام پر انسانی وحدت کو توڑا جا رہا ہے، وہاں دستورِ مدینہ ان تمام مسائل کا اسلامی، عملی اور اخلاقی حل پیش کرتا ہے۔ یہ معاہدہ دنیا کو یہ پیغام دیتا ہے کہ ایک ریاست بلاامتیازِ مذہب، نسل اور قبیلہ، تمام شہریوں کے حقوق کی ضامن بن سکتی ہے۔ آج اگر دنیا ''سماجی معاہدہ'' (Social Contract) کے جدید مغربی تصورات پر غور کر رہی ہے، تو اسلامی دنیا کے پاس چودہ صدیوں پہلے نازل کردہ ایک حقیقی، عملی اور جامع ''صحیفۂ معاہدہ'' موجود ہے۔

21۔ بین المذاہب رواداری کا ماڈل

دستورِ مدینہ صرف مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا ضامن ہی نہ تھا بلکہ یہ یہودیوں، مشرکینِ مدینہ اور دیگر قبائل کو بھی ایک سیاسی اکائی میں شامل کر کے ایک کثیر المذہبی معاشرے کے قیام کا پہلا کامیاب تجربہ تھا۔اس میں اقلیتوں کو مذہبی آزادی دی گئی۔ اپنی عدالتیں قائم رکھنے کی اجازت ملی۔ دفاعِ مدینہ میں شرکت کا اختیار دیا گیا۔ اور تمام شہریوں کو جان و مال کا تحفظ دیا گیا۔ اس معاہدے کی رُو سے کسی کو اس کے مذہب، لباس، خوراک یا ثقافت پر مجبور نہیں کیا گیا—جو کہ قرآن کے اس حکم: ''لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ'' کا عملی اطلاق تھا۔ آج جب بین المذاہب مکالمہ اور رواداری کی باتیں ہو رہی ہیں، تو ان

([86]) ابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 131/2، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1407/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

کی اصل بنیادیں دستورِ مدینہ میں موجود ہیں، جس سے نہ صرف امت مسلمہ بلکہ اقوامِ عالم رہنمائی حاصل کر سکتی ہیں۔ عصری تناظر میں عالمی سطح پر اقلیتوں کے تحفظ کے جو اصول آج پیش کیے جاتے ہیں، اُن کی اصل دستورِ مدینہ میں موجود ہے۔ یہ معاہدہ آج کی عالمگیر دنیا میں ایک ماڈل آئین بن سکتا ہے جو مذہبی آزادی دے۔ عدل پر مبنی ہو اور اقلیتوں کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

22۔ماحصل

دستورِ مدینہ صرف ایک تاریخی دستاویز نہیں، بلکہ ایک الٰہی اصولوں پر مبنی جامع اسلامی آئین ہے۔ دستورِ مدینہ قرآن و سنت کی روشنی میں ایک ایسی جامع، فطری اور دینی اساس رکھتا ہے، جو آج بھی انسانی معاشرے کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ یہ محض تاریخی دستاویز نہیں، بلکہ ایک دائمی آئینی نمونہ ہے۔ یہ اقلیتوں کے حقوق، عدل و انصاف، مشاورت اور ریاستی شمولیت کی جامع تصویر ہے۔ آج مسلم دنیا میں اسی ماڈل کی بازیافت ضروری ہے۔ یہ معاہدہ قرآن کے اصولوں کا عملی نمونہ، حدیث کی اخلاقی روشنی، سیرتِ نبوی ﷺ کی سیاسی حکمت اور انسانیت کے لیے ایک ابدی پیغام ہے۔

موجودہ مسلم معاشروں کو دستورِ مدینہ کی اصل روح یعنی وحدت، عدل، مذہبی رواداری اور اجتماعی مشاورت کی طرف لوٹنے کی ضرورت ہے۔ اس ماڈل کے احیاء سے ہی عالمِ اسلام دوبارہ اپنی عظمت کی طرف پلٹ سکتا ہے۔ اس معاہدے کی روشنی میں موجودہ اسلامی ریاستوں کو چاہئے کہ اقلیتوں کے تحفظ کو قابلِ عمل اور یقینی بنائیں۔ دستور کی بالادستی قائم کریں، مشاورت، عدل اور وحدت کے اصولوں کو فروغ دیں۔ مذہب کو تفرقہ انگیز سیاست کے بجائے، اجتماعیت کی بنیاد بنائیں۔ اگر امتِ مسلمہ اس کی روح کو سمجھے تو نہ صرف خود فلاح پا سکتی ہے بلکہ دنیا کے لیے بھی رحمت للعالمین ﷺ کی سنت کا مظہر بن سکتی ہے۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

مصادرِ ومراجع

1. القرآن الكريم.
2. أ.د. محمد حميد الله: مجموعة الوثائق السياسية. دار الإرشاد للطباعة والنشر والتوزيع.
3. ابن أبي شيبة: أبو بكر عبدالله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان الكوفي(159ھ-235ھ/776م-849م).المصنف. رياض،المملكة العربية السعودية:مكتبة الرشد،1409ھ.
4. ابن القيم الجوزية: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب الزرعي(691ھ-751ھ). زاد المعاد في هدي خير العباد. بيروت، لبنان: مؤسسة الرساله 1407ھ/1986ء
5. ابن القيم الجوزية: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب الزرعي(691ھ-751ھ). أحكام أهل الذمة. رمادى للنشر - دار ابن حزم - الدمام - بيروت - 1418ھ/1997ء،الطبعة:الأولى.
6. ابن تيمية: أحمد بن عبدالحليم بن عبدالسلام حراني. الصارم المسلول علي شاتم الرسول. بيروت،لبنان: دار ابن حزم،1417ھ،الطبعة الأولى.
7. ابن حبان: ابن حبان: أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان التميمي البستي (270ھ-354ھ/884م-965م). الصحيح. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، 1414ھ/1993م.
8. ابن حزم: جوامع السيرة النبوية، مصر، دار المعارف..
9. ابن سعد، أبو عبدالله محمد بن سعد بن منيع الزهري النصيري(168ھ-230ھ/784م-845م). الطبقات الكبرى(القسم المتمم لتابعي أهل المدينة ومن بعدهم). المدينة النبوية،المملكة العربية السعودية:مكتبة العلوم والحكم،1408ھ.
10. ابن سيد الناس: أبو الفتح محمد بن محمد بن أحمد ابن سيد الناس اليعمري الربعي (ت: 734ھ). عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير. بيروت، لبنان: دار القلم، 1414ھ/1993م.
11. ابن قدامة: أبو محمد موفق الدين عبدالله بن أحمد بن قدامة المقدسي(541ھ-620ھ).المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني. بيروت،لبنان: دار الفكر،1405ھ.
12. ابن كثير: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير بن ضوء بن كثير بن زرع بصروي (701ھ-774ھ/1301م-1373م). البداية والنهاية. بيروت، لبنان: دار الفكر، 1419ھ/1998م.
13. ابن ماجه: أبوعبدالله محمد بن يزيد قزويني(209ھ-275ھ/824م-887م).السنن. بيروت،لبنان: دار الكتب العلمية،1419ھ/1998م.
14. ابن هشام: عبدالملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري أبو محمد،السيرة النبوية،دار النشر: دار الجيل -بيروت— 1411ھ.
15. أبو داود، سليمان بن أشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السّجستاني (202ھ-275ھ/ 817م-889م). السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر، 1414ھ/1994م.
16. أبوعبيد القاسم بن سلّام(154ھ-224ھ). كتاب الأموال. بيروت، لبنان: دار الفكر،١٤٠٨ھ/1988م.
17. احمد بن حنبل،ابو عبدالله بن محمد(164ھ-٢٤١ھ/ ٧٨٠م-٨٥٥م).المسند. بيروت،لبنان: المكتب الاسلامی،١٣٩٨ھ/١٩٧٨م.
18. البخاري، أبو عبدالله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة(194ھ-256ھ/810م-870م).الجامع الصحيح. بيروت،لبنان: دار القلم،1401ھ/1981م.
19. البزار: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق البصري(210ھ-292ھ/825م-905م).المسند (البحر الزخار). بيروت،لبنان: مؤسسة علوم القرآن،1409ھ.
20. البيهقي، أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بن عبدالله بن موسیٰ(384ھ-458ھ/994م-1066م).السنن الكبرى. بيروت: دار الكتب العلمية،1424م.
21. الترمذي، أبو عيسیٰ محمد بن عيسیٰ ابن سورة بن موسیٰ بن ضحاک السلمي الترمذي(209ھ-279ھ/825م-892م).السنن. بيروت،لبنان: دار إحياء التراث العربي.
22. حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی وجانشینی، بیکن بکس، لاہور، 2005ء.

ISSN: (2311-6552)
Published:
July 14, 2025

23. حميد بن زنجويه: حميد بن مخلد بن قتيبة الأزدي الخراساني (ت: ٢٥١ ھ). كتاب الأموال. الرياض، المملكة العربية السعودية: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية، 1406ھ/1986م.
24. الدارقطني: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن نعمان (306ھ-385ھ/918م-995م). السنن. بيروت، لبنان: دار المعرفة، 1386ھ/1966م.
25. ديار بكري: حسين بن محمد بن الحسن (ت:966ھ/1559م). تاريخ الخميس في احوال انفس نفيس. بيروت، لبنان: مؤسسة الشعبان للنشر والتوزيع.
26. الزمخشري: الفائق في غريب الحديث والأثر. دار المعرفة، لبنان.
27. السهيلي: أبو قاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد أبي حسن الخثعمي (508ھ-581ھ). الروض الأنف. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1418ھ/1997م.
28. الصالحي: أبو عبد الله محمد بن يوسف بن علي بن يوسف الشامي (ت:942ھ/1536م). سبل الهدى والرشاد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1414ھ/1993م.
29. الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني (260ھ-360ھ/873م-971م). المعجم الأوسط. القاهرة، مصر: دار الحرمين، 1415ھ.
30. الطبري: أبو جعفر محمد بن جرير بن يزيد (224ھ-310ھ/839م-923م). تاريخ الأمم والملوك. بيروت، لبنان، دار الكتب العلمية، 1407ھ. تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم.
31. الطبري: أبو جعفر محمد بن جرير بن يزيد. جامع البيان في تفسير القرآن. بيروت، لبنان: دار المعرفة، 1400ھ/1980م.
32. عبد الرزاق، أبو بكر، عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (126ھ-211ھ/744م-826م). المصنف. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، 1403ھ.
33. كونستانس جيورجيو: نظرة جديدة في سيرة رسول الله، تعريب: محمد التونجي، د.م: الدار العربية للموسوعات، الطبعة الأولى، 1983م.
34. محمد حميد الله: مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة. دار النفائس، ط:7، 2001م.
35. مسلم: أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد القشيري النيشابوري (206ھ-261ھ/821م-875م). الصحيح. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي..
36. المقريزي: أبو العباس تقي الدين أحمد بن علي بن عبد القادر بن محمد بن إبراهيم بن محمد بن تميم بن عبد الصمد (769ھ-845ھ/1367م-1441م). إمتاعُ الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1420ھ/1999م.
37. Gil, M. "The Constitution of Madina: A- reconsideration" IOS (4) (Tel Aviv University, 1974).
38. Julius Wellhausen, Arent Jan Wensink, *Muhammad and the Jews of Medina (With an Excursus Muhammad's Constitution of* Medina), 2nd Edition, 1982.
39. Sergeant, R.B. “The Sunnah Jamiah, Pacts with the Yathrib Jews and the Tahrim of yathrib: analysis and translation of the documents comprised in so called Constitution of Madina” BSOAS, Vol: 41 (1978).
40. Sergeant, R.B., The sunnah Jamiah, Pacts with the Yathrib Jews and the Tahrim of yathrib: analysis and translation of the documents comprised in so called Constitution of Madina" BSOAS, Vol:41 (1978).
41. W. Montgomery W. Montgomery Watt, Islamic Political Thought, Edinburgh University Press, 2007.
42. Wellhausen, J. “Muhammad’s Constitution of Madina”.